تاریخِ ترکستان

مؤلف : علی محمد شاہین

ناشر : مکتبہ فریدی - وفاقی گورنمنٹ اردو کالج - کراچی

صفحات : ۳۸۴

اشاعت : ۱۹۹۱ء

قیمت : ساٹھ روپے

ترکستان (یعنی ترکوں کی سرزمین) کی اصطلاح وسطی ایشیا کے اُس خطّے کے لیے استعمال کی جاتی رہی ہے جو آج عوامی جمہوریہ چین کے صوبے سنکیانگ اور سابق سوویت یونین کی پانچ نو آزاد مسلم ریاستوں - قازقستان، ازبکستان، کرغیزستان، ترکمنستان اور تاجکستان پر مشتمل ہے۔

حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں مسلم مجاہدین کے قدم خراسان تک پہنچ گئے تھے تاہم ۶۷۳ء میں عبیداللہ بن زیاد والیٔ خراسان نے دریائے جیحوں عبور کر کے ترکستان کے شہروں بخارا، سمرقند اور ترمذ پر مسلم بالادستی قائم کی۔ ترکستان کے غیر مسلم حکمرانوں نے خلافت کی بالادستی تسلیم کی اور خراج دینا منظور کیا۔ مرکزِ خلافت یا خطّہ ماوراء النہر میں افراد کی تبدیلی سے تعلقات میں نشیب و فراز آتے رہے اور والیانِ خراسان کو ترکستان پر نظر رکھنی پڑی۔

قتیبہ بن مسلم باہلی نے اپنے دورِ ولایت میں خطّۂ ماوراء النہر یا ترکستان میں نسبتاً مضبوط گرفت قائم کی اور اقتدار کاشغر تک پھیلاتے ہوئے چین پر لشکر کشی کی مگر مرکزِ خلافت میں ولید بن عبدالملک کی جانشینی سلیمان کو ملی تو اس کے اثرات خراسان و ترکستان میں یہ مرتّب ہوئے کہ سلیمان بن عبدالملک کے مخالف کیمپ میں شامل قتیبہ بن مسلم نے اپنا مستقبل محفوظ خیال نہ کرتے ہوئے بغاوت کا راستہ اختیار کیا اور اپنی جان گنوا بیٹھا۔

قتیبہ بن مسلم کے جانشین والیانِ خراسان نے خطّہ ماوراء النہر میں امن و امان قائم رکھنے اور مسلم

بالادستی کے اظہار کے لیے فوجی مہمات جاری رکھیں۔ اموی عہد زوال میں مرکز سے دور صوبوں کے والیوں نے اتنی طاقت حاصل کر لی کہ وہ اپنے معاملات میں کلیتاً خود مختار تھے تاہم خلافت کی اطاعت کا برائے نام دم بھرتے تھے۔ عباسی عہدِ خلافت میں خراسان، فارس اور ماوراء النہر کے خطوں میں یکے بعد دیگرے طاہری، صفاری، سامانی، قرہ خانی، سلجوقی اور خوارزمی حکومتیں وجود میں آئیں۔ ان خانوادوں کی حیثیت والیوں سے بڑھ کر تھی تاہم ان خانوادوں نے عباسی خلافت کے ساتھ گہرا مذہبی و سیاسی رابطہ قائم رکھا۔ عباسی خلافت سے ان خانوادوں کے تعلقات کی نوعیت ان کے اندرونی سیاسی حالات و مصالح اور ان کے ضعف و قوت کے اعتبار سے مختلف ادوار میں بدلتی رہی۔

زیرِ نظر کتاب میں خراسان اور ماوراء النہر (ترکستان) میں بننے اور بگڑنے والی حکومتوں، معاصر قسمت آزماؤں کی باہمی کشمکش اور مرکزِ خلافت کے ساتھ ان کے روابط پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ چنگیز خان اور اس کے جانشینوں کی شورش اور تاخت و تاراج کے ذکر کے بعد آل تیمور کی فتوحات، کامیابیوں اور علمی و ثقافتی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

آلِ تیمور اپنے پیش رووں کی طرح جدوجہد، عروج و اقبال اور ادبار و زوال کی منزلوں سے گزرتے ہوئے شیبانیوں کے لیے اسٹیج خالی کر گئے۔ شیبانیوں کے بعد استرخانیوں، منگیت، خیوا اور خوقند کے خوانین نے دادِ حکومت دی۔ ان سب کا مختصر جائزہ لیا گیا ہے۔ خوانینِ خوقند کے دور اقتدار سے روس کی نگاہ حرص و آز اس خطے پر پڑنے لگی تھی۔ ترکستان اور روس کی باہمی کشمکش، روس کی کامیابی اور اس کے خلاف مسلم تحریکِ مزاحمت کے لیے چند ابواب مختص ہیں۔

ترکستان پر روسی تسلط کے زمانے میں اور پھر اشتراکی انقلاب کے بعد کیا بیتی، اس کا بھی مختصراً جائزہ لیا گیا ہے۔ آخر میں ایک باب میں مشرقی ترکستان یعنی سنکیانگ پر گفتگو کی ہے اور آخری باب میں ترکستان کی اہم اور معروف شخصیات کا تعارف دیا گیا ہے۔

زیرِ نظر کتاب بنیادی طور پر طلبہ کی ضروریات پیش نظر رکھتے ہوئے مرتب کی گئی ہے تاہم ایک عام قاری بھی اس سے استفادہ کر سکتا ہے۔ کتاب میں کوئی نئی تحقیق پیش کرنے کا دعویٰ نہیں کیا گیا اس لیے اگر حواشی نہ بھی دیے جاتے تو اس سے کوئی فرق نہ پڑتا مگر کتاب کے نصف اوّل میں حوالہ جات درج کیے گئے ہیں اور نصف آخر میں یہ انداز ترک کر دیا گیا ہے اگر ایک ہی انداز پوری کتاب میں اختیار کیا جاتا تو زیادہ مفید رہتا۔ کتاب میں چند نقشے بھی شامل کیے گئے ہیں جو مزید توجہ چاہتے ہیں۔

کتابت کی اغلاط بہت زیادہ ہیں حتیٰ کہ کتابیات میں کتابوں اور مؤلفین کے نام تک غلط درج ہو گئے ہیں۔ کتابیات اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ مزید مطالعے کے لے عربی، فارسی، اردو اور انگریزی زبان میں ڈیڑھ سو کتابوں کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ (اختر راہی)